صحبتِ صالح کی ضرورت اور اس کے اثرات

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خاں صاحب مدظلہ
صدر: وفاق المدارس العربیہ، پاکستان

﴿یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصدقین﴾

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، تقویٰ اختیار کرو اور صادقین کے ساتھ رہا کرو۔''

حضرت علماء فرماتے ہیں کہ ﴿اتقوا اللہ﴾ کے بعد ﴿کونوا مع الصادقین﴾ کا جو حکم دیا گیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ تقویٰ حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ صادقین کے ساتھ آدمی رہے، ان کی صحبت اختیار کرے، ان کی معیت کو اپنائے تو اس کی برکت سے تقویٰ پیدا ہوگا۔

مہمانانِ علومِ نبوت:...... حضرت مولانا الیاس صاحبؒ ایک مرتبہ طلباء کے مجمع میں بات کر رہے تھے تو فرمایا:

''آپ حضرات اللہ تبارک وتعالیٰ کے مہمان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان ہیں اور یہ آپ جانتے ہیں کہ مہمان کی قدر و منزلت میں اضافہ ہو جاتا ہے، اس نسبت سے جو میزبان کے ساتھ مہمان کو حاصل ہے، وہ مہمان جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان ہوگا تو وہ کتنی شان والا اور کتنی عظمت والا مہمان ہوگا، وہ مہمان جو اللہ تبارک وتعالیٰ کا مہمان ہوگا، اس کی قدر و منزلت کا کیا ٹھکانہ ہے، اس لئے یہ ہمارے عزیز طالب علم جو دین کا علم حاصل کرنے کے لئے اور قرآن وسنت کے علوم کو سیکھنے کے لئے آتے ہیں، یہ مہمان ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے، اس لئے ان کی شان اور ان کا مقام اور ان کا مرتبہ بلند ہے، پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ میرے ان مہمانوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا، اس طرح بات اور زیادہ اہمیت اختیار کر گئی، صرف اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان ہونا ہی ان کی عظمت اور ان کی اہمیت پر دال تھا، پھر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ وصیت بھی ہے کہ ان

کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے اور ان کے ساتھ بہترین معاملہ کیا جائے۔"

حضرت مولانا الیاس صاحبؒ نے یہ بات بیان فرمانے کے بعد فرمایا:

"اور بھائی آپ کو معلوم ہے کہ اگر مہمان اپنے میزبان کی دل آزاری کرے اور اگر مہمان اپنے میزبان کو تکلیف پہنچائے تو وہ مہمان کیسا ہے؟ اللہ کے رسول کا مہمان ہو، اللہ کا مہمان ہو اور ان کی طرف سے اس مہمان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید اور وصیت بھی ہو اور پھر یہی مہمان اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء پہنچانے لگے اور تکلیف پہنچانے لگے تو اس مہمان کا پھر کیا مرتبہ ہوگا، کسی انسان کا بھی کوئی مہمان ہو اور وہ اپنے میزبان کو تکلیف پہنچانے لگے تو اس میزبان کی نظر میں وہ گر جاتا ہے، اس میزبان کی نظر میں اس مہمان کی اہمیت باقی نہیں رہتی اور اس کا دل دکھتا ہے اور تکلیف ہوتی ہے کہ ہمارا مہمان ہے، ہم اس کے ساتھ حسن سلوک کر رہے ہیں، حسن سلوک کی دوسروں کو وصیت اور تاکید کر رہے ہیں اور پھر یہ ہمیں تکلیف پہنچائے اور اذیت پہنچائے تو یہ بہت برا ہے۔"

علماء اور طلبہ کی ذمہ داری عوام سے زیادہ ہے:......حضرتؒ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مہمان اگر اپنے مرتبے اور مقام کو نظر انداز کر دے اور اللہ کے حکموں کی خلاف ورزی کرنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی مخالفت کرنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والا نہ ہو بلکہ معصیت کا اور گناہ کا ارتکاب کرنے والا ہو تو آپ سوچئے کہ پھر ان کا کیا بنے گا اور ان کا کیا ہوگا؟ یہ بات فرما کر حضرت مولانا نے ہمیں اس بات کی طرف متوجہ کیا اور اس بات پر متنبہ کیا کہ ہمیں ایک خاص مقام حاصل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان ہونے کا (اللہ تبارک وتعالیٰ کا مہمان ہونے کا) تو ہماری دوسرے لوگوں کے مقابلے میں زیادہ ذمہ داری ہے کہ ہم اللہ کی فرمانبرداری کریں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں، اگر ہم نے یہ کام نہ کیا تو ہم سے برا پھر کون ہوگا؟......اس لئے ہمارے طلباء کو اور ہمارے ان اعزاء کو جن کی خدمت پر ہم مامور ہیں، جن کی خدمت ہمارے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے، ہمیں ان کو اس حقیقت سے آگاہ کرنا چاہئے کہ ہم اللہ کی فرمانبرداری کیا کریں اور اللہ کی اطاعت کریں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کریں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں۔

صحبت صالح کے فوائد:......یہ بات ہم میں کیسے آئے گی؟ یہ بات آئے گی صادقین کی صحبت سے اور اس کے بڑے فوائد ہیں، اس کا اس وقت آپ کو احساس شاید نہ ہو، لیکن جب آپ عملی زندگی میں قدم رکھیں گے اور وہاں خلق خدا سے آپ کو واسطہ پڑے گا تو اس وقت اس بات کی آپ کو قدر ہوگی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں ایسی مجالس میں

شرکت کا موقع عطا فرمایا کہ جن کی وجہ سے ہم میں یہ احساس پیدا ہوا کہ ہم اللہ کے فرمانبردار بنیں، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے بنیں، بہت سے لوگ ہیں جن کا کوئی شمار نہیں کہ اس طرح کی مجالس میں جن کو شرکت کا موقع نہیں ملا، اس عدم شرکت کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج ان کو نہ تو اس بات کا اہتمام ہے کہ اپنے اخلاق درست کرنے چاہئیں، نہ ان کو اس بات کا اہتمام اپنے اندر اخلاص پیدا کرنا چاہئے، نہ ان کی اس بات کی طرف کبھی توجہ ہوتی ہے اور التفات ہوتا ہے کہ ہم گناہ کر رہے ہیں، ہمیں اس پر ندامت اور پشیمانی ہونی چاہئے اور ہمیں توبہ اور استغفار کے ذریعے اپنی کوتاہ عملی اور اپنی بدعملی کا تدارک کرنا چاہئے...... بالکل نہیں ہوتا، جس انداز کے ساتھ غفلت میں زندگی گزر رہی ہے، اسی انداز سے وہ جوان بھی ہوتے ہیں، اسی طریقے سے وہ بڑھاپے تک پہنچ جاتے ہیں، اسی طریقے سے ان کا آخر وقت بھی آجاتا ہے اور ان کو احساس نہیں ہوتا، اس طرح کی مجالس میں شرکت ہو اور یہ احساس وہاں پر دلایا جائے، اس طرف متوجہ کیا جائے تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی وقت مجلس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں اور آدمی کو اپنے ماضی کی تلافی کا احساس ہوتا ہے۔

صحبت صالح کے اثرات:...... آپ نے سنا ہی ہوگا کہ ''صحبت صالح ترا صالح کند'' اور ''صحبت طالع ترا طالع کند'' آپ رات دن دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی ایسے لوگوں کے ساتھ رہتا ہے جن کے یہاں اللہ کا ذکر ہو رہا ہے، اللہ کے رسول کی باتیں ہو رہی ہیں، آخرت کی فکر تازہ کی جا رہی ہے اور وہاں نیک اعمال کے اچھے ثمرات اور اچھے اثرات کا چرچا ہوتا ہے اور ان آدمیوں کے اندر جو اس طرح کی مجلسوں میں شریک ہوتے ہیں، یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے اور وہ لوگ جن کے ہاں اس کا کوئی تذکرہ نہیں، ہر وقت ان کے ہاں تذکرہ اس بات کا ہے کہ مال حاصل کرو، ہر وقت ان کے ہاں تذکرہ اس بات کا ہے کہ اقتدار حاصل کرو، عیش اور نشاط کے سامان فراہم کرو، ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ ساری زندگی وہ اسی فکر اور غم میں گھلے رہتے ہیں کہ کسی طرح مال حاصل ہو، پھر جائز اور ناجائز کی تمیز باقی نہیں رہتی، کسی طریقے سے اقتدار حاصل ہو، پھر اس کے لئے صحیح اور غلط کی تمیز نہیں کی جاتی اور اسی طریقے سے وہ عیش و نشاط کے لئے سرگرداں اور پریشان رہتے ہیں، اس میں پھر وہ چوریاں بھی کرتے ہیں، ڈاکے بھی ڈالتے ہیں، خیانت بھی کرتے ہیں، غبن بھی کرتے ہیں۔ ماحول اگر پاکیزہ ہوتا ہے تو پھر وہ باتیں نہیں ہوتیں۔

طالبان دور حکومت کا ایک واقعہ:...... میں نے ایک واقعہ پڑھا کہ ہمارے پاکستان میں کسی عالم نے افغانستان کے بارے میں یہ بیان کیا کہ وہاں امن ہے، وہاں سکون ہے اور وہاں چوری نہیں ہے، ڈاکہ نہیں ہے، غبن نہیں ہے، وہاں خیانت نہیں ہے، بڑی تعریفیں کی افغانستان کی، اس نے یہ باتیں سنیں تو وہ آدمی یہاں سے قندھار گیا، جس کے سامنے افغانستان کے یہ قصے بیان کئے گئے تھے، افغانستان جانے کے بعد اس نے ایک جگہ اپنی گاڑی کھڑی کردی اور گاڑی کھڑی کرنے کے بعد وہ قندھار میں ادھر ادھر گھومنے لگا، کافی وقت ادھر ادھر گھومنے کے بعد کئی گھنٹے بعد جب وہ آیا تو اس

نے دیکھا کہ اس کی گاڑی اسی طریقے سے کھڑی ہوئی ہے تو وہ وہاں موجود لوگوں سے کہنے لگا کہ میں نے پاکستان میں یہاں کے متعلق جیسا سنا تھا، ویسا ہی پایا، تو طالبان کا جو آدمی اس کو ملا اور جس سے اس نے یہ بات کہی، اس نے کہا کہ نہیں، آپ نے صحیح امتحان نہیں کیا، آپ تو اپنی گاڑی کھڑی کر کے گئے اور اس کا دروازہ آپ نے مقفل کر دیا اور پھر آ کر آپ نے دیکھا کہ آپ کی گاڑی موجود ہے، آپ ایسا کرتے کہ گاڑی بھی کھلی چھوڑتے، دروازہ بند نہ کرتے اور اس کے اندر کچھ اپنا مال بھی رکھتے، کچھ پیسے رکھتے اور کوئی قیمتی چیز رکھتے اور وہ سامان آپ کی گاڑی میں ہوتا، گاڑی کا دروازہ کھلا ہوتا اور پھر اس کے بعد آپ آ کر دیکھتے کہ آپ کی گاڑی محفوظ ہے یا نہیں؟ بند گاڑی کو تو کوئی آدمی نہیں لے جاسکتا، گاڑی چلانا نہیں جانتے، اس لئے نہیں لے جاسکتے، تالا کھولنا نہیں جانتے، اس لئے نہیں لے جاسکتے، لیکن اگر گاڑی کھلی ہوئی ہوتی تو کوئی آدمی اگر گاڑی نہ لے جاتا تو کم از کم اس کے اندر جو سامان ہے وہ تو لے جاسکتا تھا، لیکن اگر آپ ایسا کرتے تو آپ دیکھتے کہ آپ کی گاڑی باوجود کھلی ہوئی ہونے کے اور باوجود اس کے کہ اس میں مال ہے، وہ گاڑی اسی طرح کھلی ہوئی آپ کو ملتی اور اس کے اندر سے مال اسی طرح محفوظ ملتا اور کہیں نہ جاتا، تب آپ کو پتہ چلتا کہ یہاں کے حالات کیسے ہیں؟

پاکستان کی صورت حال:......اب آپ اندازہ لگائیے کہ ہمارے ہاں کیا ہے؟ فوج بھی ہمارے ہاں ہے، رینجرز بھی ہے ہمارے ہاں، پولیس بھی ہے ہمارے ہاں، بہت سی اور ایجنسیاں بھی ہیں اور آپ روزانہ اخبارات میں پڑھتے ہیں گاڑی چھین لی گئی، آپ دیکھتے ہیں کہ اگر گاڑی والے نے مزاحمت کی تو اس کو قتل کر دیا گیا اور جان سے مار دیا گیا اور روزانہ یہ سلسلہ برابر جاری ہے، یہ کیوں جاری ہے؟ یہ اس لئے جاری ہے کہ ماحول سارا کا سارا گندہ ہے، ماحول سارا کا سارا خراب ہے اور لوگ عبرت حاصل کرنے کے لئے تیار نہیں، لیکن جب ماحول پاکیزہ ہوتا ہے اور ماحول قرآن وسنت کے مطابق ہوتا ہے تو یہ صورت پیدا ہوتی ہے۔

مکہ مکرمہ کا ایک واقعہ:......میں ایک مرتبہ مکہ مکرمہ سے واپس آ رہا تھا کہ ظہر کی نماز سے پہلے میں نے اپنے ایک ساتھی سے کہا کہ جا کر ٹیکسی لے آؤ، موقف سے ہمیں جدہ جانا ہے اور سامان ہم نے اپنا روڈ پر رکھ دیا کہ گاڑی آئے گی اور اس میں ہم بیٹھ کر اپنا سامان لے جائیں گے، سامان میرے پاس کیا تھا، کتابوں کے بنڈل تھے، کئی بڑے بڑے بنڈل تھے، جو کتابیں یہاں مجھے لانی تھیں اور کوئی سامان نہیں تھا، میں نے وہ سامان وہاں روڈ پر رکھا اور خود سامان کے پاس کھڑا ہو گیا، آدمی گاڑی کے لئے بھیجا اور اتنے میں اذان ہو گئی، اذان کے بعد وہاں بس اتنا ہی وقت تھا کہ میں وضو کروں اور وضو کرنے کے بعد مسجد جاؤں اور نماز میں شامل ہو جاؤں، اب میں سخت پریشان کہ گاڑی آئی نہیں، سامان یہاں سڑک پر رکھا ہوا ہے، تو میں اب نماز پڑھنے جاؤں یا نہ جاؤں، اس لئے کہ اگر میں جاؤں تو سامان یہاں رہ جائے گا، کوئی اٹھا لے گا تو کیا ہوگا؟ اتنے میں اوپر سے وہ صاحب مکان جس کے پاس میں ٹھہرا ہوا

تھا، وہ نیچے آئے اور آنے کے بعد مجھ سے کہنے لگے کہ آپ چلیں نماز کے لئے، تو میں نے کہا کہ میں نے گاڑی کے لئے آدمی بھیجا ہوا ہے، وہ آدمی ابھی آیا نہیں اور سامان یہاں سڑک پر رکھا ہوا ہے، میں اس کو چھوڑ کر اگر جاؤں گا تو پھر سامان کا کیا ہوگا؟ تو انہوں نے زور سے قہقہہ لگایا اور کہنے لگے، یہ کراچی نہیں ہے بابا! ان کو تو معلوم تھا کہ ان بنڈلوں کے اندر کتابیں ہیں، وہ کہنے لگے کہ اگر ان بنڈلوں کے اندر سونا بھی ہوتا اور آپ ان کو چھوڑ کر نماز کے لئے چلے جاتے تو بھی ان کو کوئی ہاتھ لگانے والا نہ ہوتا۔

یہاں کا حال کیا ہے؟ یہاں کا حال یہ ہے کہ اگر آپ نماز پڑھ رہے ہوں اور آپ کی جیب میں پانچ کا نوٹ اور وہ اتفاق سے گر جائے اور ہوا سے وہ پچھلی صف میں چلا جائے تو وہ نوٹ آپ کو مسجد میں نماز کے بعد نہیں ملے گا اور وہاں کا ماحول یہ ہے کہ اگر سونا بھی پڑا ہوا ہو تو اس کو بھی کوئی اٹھانے والا موجود نہیں ہے۔

یہی افغانستان کی کیفیت ہے جبکہ افغانستان کی کیفیت تو وہاں کی کیفیت سے کئی گناہ زیادہ ہے، یہ سارا کا سارا نتیجہ اس بات کا ہے کہ ماحول پاکیزہ ہے اور قرآن وسنت کے مطابق اس ماحول کو تعمیر کیا گیا ہے اور قرآن وسنت کے مطابق اس کو مرتب کیا گیا ہے، یہ ماحول پاکیزہ ہے، آپ بتائیں مجھے، ہمارا یہ ماحول پاکیزہ ہے؟ یہ قابل تعریف ہے؟ یہ لائق رشک ہے؟ نہیں! بالکل نہیں! تو ہمارے ماحول کے اندر یہ ابتری جو پیدا ہوئی ہے اور یہ خرابی جو آئی ہے، یہ اس لئے آئی ہے کہ ہم نے اہل اللہ سے تعلق قائم نہیں کیا، یہاں ایسے بھی لوگ ہیں، اس میں کوئی شک نہیں، کئی مرتبہ میں نے کہا کہ وہ ان ناپسندیدہ حرکات کا ارتکاب نہیں کرتے، بالکل نہیں کرتے اور علیحدہ رہتے ہیں۔

تو دوستو! یہ تبدیلی آپ کے اندر صرف اس وقت آئے گی جب آپ اہل اللہ سے رابطہ قائم کریں گے۔

اچھی صحبت کی ایک مثال:...... ایک خوشبودار مٹی ایک روز حمام میں میرے ہاتھ سے لگ گئی، میں نے اس سے کہا کہ تو مشک ہے، عنبر ہے؟ کیا ہے کہ تیری خوشبو نے دماغ کو معطر کر دیا؟ اس نے کہا، میں تو مٹی ہوں ناچیز، مگر ایک زمانے تک خوشبودار پھول کے ساتھ رہی ہوں، میں مٹی ہوں، میں مشک نہیں ہوں، میں عنبر نہیں ہوں، ناچیز مٹی ہوں، لیکن صحبت اچھی ملی ہے اور خوشبودار پھول کی صحبت ملی ہے جس کی خوشبو نے میرے اندر اثر کیا اور اس کی وجہ سے میں خوشبودار ہوگئی اور مجھے خیال گزرنے لگا، میں مشک ہوں یا عنبر ہوں، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ میں اپنی ذات میں ایک ناچیز مٹی ہوں، پھول کی صحبت کا میرے اوپر اثر ہوا ہے تو صحبت کا اثر تو یہ ہوتا ہے، میں نے آپ سے کہا کہ اچھی صحبت اختیار کرو گے تو اچھے اثرات آپ کے اندر پیدا ہوں گے اور خدانخواستہ اگر بری صحبت اختیار کی گئی تو برے اثرات مرتب ہوں گے۔ اس کو نہ بھولنا، کبھی فراموش نہ کرنا کہ اگر اچھی صحبت میں رہ کر اچھے اثرات آپ نے پیدا کئے تو اچھے اثرات مرتب ہوں گے، بالکل اچھے ہوں گے اور اگر خدانخواستہ، بری صحبت اختیار کی گئی تو اس کے نتائج بد سے بھی دوچار ہونا پڑے گا اور آدمی ان برے نتائج سے محفوظ نہیں رہ سکے گا۔

آپ دیکھ لیں کہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ ایک عالم ہیں، زمانہ طالب علمی ہی میں اپنے استاد حضرت مولانا یعقوب صاحبؒ کی خدمت میں لگے رہتے تھے اور ان کے ساتھ بہت خصوصی ربط انہوں نے پیدا کیا تھا، اس کا نتیجہ یہ تھا کہ وہ اثرات جو شیخ میں تھے اور استاد کے تھے وہ ان کے اندر منتقل ہوئے اور یہ منتقل ہونے کے بعد پھر وہ جس مقام پر پہنچے اور جس رتبے پر پہنچے وہ سب کے سامنے ہے۔

فائدے کے لئے طلب واخلاص ضروری ہے:......لیکن ایک بات اس میں یاد رکھیں کہ کسی بھی شیخ کے ساتھ رہنے کے لئے کسی بھی کامل کی صحبت میں رہتے ہوئے جب تک طلب نہیں ہوگی اور جب تک کہ اخلاص نہیں ہوگا تو فائدہ نہیں ہوگا، فائدے کے لئے یہ شرط ہے کہ اخلاص بھی ہو اور طلب بھی شامل رہے، ورنہ تو بہت سے لوگ ہوتے ہیں کہ وہ زمانہ دراز تک بزرگوں کے یہاں آتے بھی ہیں اور جاتے بھی ہیں، ان سے ربط اور تعلق بھی رکھتے ہیں، لیکن اپنی اصلاح کی طلب ان کے اندر نہیں ہوتی یا یہ کہ ان کی کوئی دوسری اغراض ہوتی ہیں اور اخلاص نہیں ہوتا اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ آمد ان کی بے کار ہوتی ہے اور ان بزرگوں کے ساتھ رہنا ان کے لئے مفید اور کارآمد نہیں ہوتا، اس لئے یہ بات بھی ضرور ذہن میں رکھیں کہ جس شیخ کے ساتھ مناسبت ہو، ایسی مناسبت ہو، ایسی مناسبت ہو کہ اس کے اوپر کامل اعتماد اور مکمل اطمینان کے ساتھ رابطہ رکھا جائے، اخلاص اور طلب صادق کے ساتھ تو ناممکن ہے کہ فائدہ نہ ہو، یقیناً فائدہ ہوگا اور بہت فائدہ ہوگا اور اس کے اثرات آپ کی زندگی کے اندر نمایاں ہوں گے۔

لیکن دوستو! اگر طلب میں کمی ہوگی اور اخلاص میں کمی ہوگی تو پھر فائدہ نہیں ہوگا، بلکہ اندیشہ نقصان کا ہے، لوگوں کو مغالطہ ہوگا کہ جناب یہ فلاں بزرگ کے ہاں جاتے ہیں، آتے ہیں ان سے رابطہ رکھتے ہیں اور اس کے باوجود ان کے حالات اس طرح کے ہیں۔

آپ حضرات بہت قابل احترام ہیں، میں تو آپ سے کہتا ہوں اور پہلے بھی کئی مرتبہ کہا ہے کہ آپ کی خدمت کی اللہ نے ہمیں توفیق دی ہے، یہ اس کا بہت بڑا انعام اور بہت بڑا احسان ہے اور ہم اللہ سے اپنی کوتاہیوں کی معافی مانگتے رہتے ہیں، اے اللہ! جو ہم سے قصور ہوا اور جو ہم سے کوتاہی ہو، وہ آپ معاف فرما دیجئے، لیکن یہ یاد رکھیں کہ آپ کی خدمت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کے اخلاق اور آپ کے اعمال کی درستی کی فکر کی جائے اور اس کی کوشش کی جائے، اس کے اندر محبت اور پیار کا بھی دخل ہے اور اس کے اندر تنبیہ اور سرزنش کی بھی ضرورت ہے، آپ اپنے اخلاق کو بہتر سے بہتر بنائیں اور اس طرح کی مجالس کا اہتمام فرمائیں، اس سے ان شاء اللہ آپ کو فائدہ ہوگا اور اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو خلق خدا کے لئے منتخب فرمائیں گے۔

☆......☆......☆